بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت حضرات مفتیان کرام، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

زکاۃ کے متعلق ایک سوال عرض خدمت ہے۔ ایک شخص کی زکاۃ کی تاریخ یکم رمضان ہے۔ چنانچہ یکم رمضان ۱۴۴۱ھ کو وہ صاحب نصاب ہے، اس نے زکاۃ ادا کی۔ پھر پورے ماہ رمضان میں اسکے پاس مکمل نصاب رہا، پھر یکم شوال سے اسکے پاس مال نصاب سے کم ہو گیا، اور کم رہا، لیکن ختم نہ ہوا۔ پھر ۱۵ شعبان ۱۴۴۲ھ کو اسکے پاس مکمل نصاب ہو گیا، پھر ۱۶ شعبان ۱۴۴۲ھ کو نصاب سے کم ہو گیا، ختم نہ ہوا، یہاں تک کہ یکم رمضان ۱۴۴۲ھ آگیا اور اسکے پاس پورا نصاب نہیں ہے، نصاب سے کم ہے۔ اسکے بعد اسکے پاس نصاب سے کم مال رہا، یہاں تک کہ ۱۵؍رمضان ۱۴۴۲ھ کو اسکے پاس مکمل نصاب ہو گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ اب اسکی زکاۃ کی تاریخ کونسی ہے؟

(۱) بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ ۱۵؍رمضان ۱۴۴۲ھ کو اس پر زکاۃ واجب ہے اسلئے کہ ۱۵؍رمضان ۱۴۴۱ھ کو وہ صاحب نصاب تھا اور ایک سال گذر گیا، حولان حول کا تحقق ہو گیا۔ لیکن اس صورت میں آدمی کیلئے متعسر ہے کہ وہ ایک سال بعد یاد رکھے کہ کن ایام میں وہ صاحب نصاب تھا اور کن ایام میں صاحب نصاب نہیں تھا۔

(۲) دوسری رائے یہ ہے کہ اب ۱۵؍رمضان ۱۴۴۲ھ سے ہی اسکا حول شروع ہو گا اور ۱۵؍رمضان ۱۴۴۳ھ (دوسرے سال) کو اگر وہ صاحب نصاب ہے تو اسوقت وہ زکاۃ ادا کریگا۔ اس رائے کی بنیاد یہ ہے کہ جب اسکا حول ختم ہو گیا، اب زکاۃ کے دن کی تعیین از سر نو نصاب کے مالک ہونے پر ہو گی، اب ماضی کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

(۳) اور ایک تیسری رائے یہ ہے کہ یکم رمضان ہی اسکی زکاۃ کی تاریخ معیّن ہے، لہذا اگر یکم رمضان ۱۴۴۳ھ کو وہ صاحب نصاب ہے تو اسپر زکاۃ واجب ہے۔ اس رائے کی بنیاد یہ ہے کہ اسکے پاس کچھ نہ کچھ مال رہا، بالکلیہ ختم نہ ہوا۔ لیکن اس پر اشکال یہ ہے کہ پھر تو حولان حول کے بجائے حولان حولین ہو جائیگا۔

حول کے دونوں طرف اگر نصاب مکمل ہو اور وسط میں نصاب سے کم ہو جائے، تو اس سلسلہ میں حضرات فقہاء کرام کی صریح عبارات بہت ہیں اور مسئلہ معروف ہے، لیکن حولان حول پر نصاب کم رہنے کے متعلق کوئی صریح جزئیہ نہیں ملا، بجزء علامہ سرخسی کی مندرجہ ذیل عبارت کے جو شاید نوادر الزکاۃ میں ہونے کے سبب دیگر کتب فقہ میں اس صراحت کے ساتھ مذکور نہیں ہے، پوری عبارت نقل کرتا ہوں:

قال السرخسي في المبسوط (۲۹/۳) في نوادر الزكاة: قال: ولو أن رجلا له مائتا درهم فضاع نصفها قبل كمال الحول بيوم ثم أفاد مائة فتم الحول وعنده مائتا درهم فعليه الزكاة، لأن المعتبر كمال النصاب في آخر الحول مع بقاء شيء منه في خلال الحول وقد وجد، والمستفاد لو كان قبل هلاك بعض النصاب كان مضمونا إلى النصاب لعلة المجانسة، فكذلك بعد هلاك بعض النصاب لبقاء حكم الحول في الموضعين، فإن تم الحول ولم يستفد هذه المائة ثم مضت السنة الثانية إلا يوما ثم استفاد مائة ثم تم الحول فلا شيء عليه في الحولين، لأنه تم الحول الأول وماله دون النصاب، فلم تلزمه الزكاة، ولم ينعقد الحول الثاني على ماله لنقصان النصاب في أول هذا الحول، وإنما استفاد المائة وليس على ماله حول ينعقد فلا تلزمه الزكاة، ولكن ينعقد الحول من حين استفاد المائة، لأنه تم نصابه الآن، فإذا تم الحول من هذا الوقت زكى المائتين، انتهى.

اس عبارت سے تیسری رائے کی نفی ہو جاتی ہے، اور بظاہر دوسری رائے کی تایید ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں قول مختار کونسا ہے؟

نیز بالفرض اگر کسی شخص نے کبھی زکاۃ نہ دیا ہو اور یکم رمضان ۱۴۴۱ھ کو وہ پہلی مرتبہ نصاب کا مالک ہوا ہو، اور پھر اسکے ساتھ وہی صورت حال پیش آئے جیسا اوپر ذکر ہوا، تو کیا اسکا بھی یہی حکم ہو گا؟ بینوا توجروا۔

بندہ یوسف شبیر احمد عفا اللہ عنہ، بلیک برن، یوکے

ایمیل: ibnushabbir@yahoo.com

واٹس آپ: 00447828599321